49675 ـ كيا نصف شعبان كا روزه ركھ لے چاہے حديث ضعيف ہی كيوں نہ ہو ؟

سوال

كيا حديث كے ضعف كا علم ہونے كے باوجود اس پر عمل كرنا جائز ہے يعنى فضائل اعمال ميں ضعيف حديث پر عمل كرنا صحيح ہے ؟
نصف شعبان كى رات كا قيام كرنا اور پندرہ شعبان كا روزہ ركھنا، يہ علم ميں رہے كہ نفلى روزہ اللہ تعالى كى عبادت ہے، اور اسى طرح رات كا قيام بھى ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

نصف شعبان كے وقت نماز روزہ كے فضائل كے متعلق جو احاديث بھى وارد ہيں وہ ضعيف قسم ميں سے نہيں، بلكہ وہ احاديث تو باطل اور موضوع و من گھڑت ہيں، اور اس پر عمل كرنا حلال نہيں نہ تو فضائل اعمال ميں اور نہ ہى كسى دوسرے ميں.

ان روايات كے باطل ہونے كا حكم اكثر اہل علم نے لگايا ہے، جن ميں ابن جوزى رحمہ اللہ تعالى نے اپنى كتاب " الموضوعات " (2 / 440 ـ 445) اور ابن قيم الجوزية رحمہ اللہ نے اپنى كتاب " المنار المنيف حديث نمبر (174 ـ 177) اور ابو شامة الشافعى نے " الباعث على انكار البدع والحوادث (124 ـ 137) اور العراقى نے " تخريج احياء علوم الدين حديث نمبر (582) اور شيخ الاسلام رحمہ اللہ تعالى نے ان احاديث كے باطل ہونے كا " مجموع الفتاوى (28 / 138) ميں نقل كيا ہے.

اور شيخ ابن باز رحمہ اللہ تعالى نصف شعبان كا جشن منانے كے حكم ميں كہتے ہيں:

" اكثر اہل علم كے ہاں نصف شعبان كو نماز وغيرہ ادا كر جشن منانا اور اس دن كے روزہ كى تخصيص كرنا منكر قسم كى بدعت ہے، اور شريعت مطہرہ ميں اس كى كوئى دليل نہيں ملتى"

اور ايك مقام پر رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

" نصف شعبان کی رات کے متعلق کوئی بھی صحیح حدیث وارد نہیں ہے بلکہ اس کے متعلق سب احادیث موضوع اور ضعیف ہیں جن کی کوئی اصل نہیں، اور اس رات کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں، نہ تو اس میں تلاوت قرآن کی فضیلت اور خصوصیت ہے، اور نہ ہی نماز اور جماعت کی.

اور بعض علماء کرام نے اس کے متعلق جو خصوصیت بیان کی ہے وہ ضعیف قول ہے، لہذا ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم کسی چیز کے ساتھ اسے خاص کریں، صحیح یہی ہے"

اللہ تعالی ہی توفیق دینےوالا ہے.

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (4 / 511).

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (8907) کے جواب کا مطالعہ کریں.

دوم:

اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ یہ موضوع نہیں: تو اہل علم کا صحیح قول یہی ہے کہ مطلقا ضعیف حدیث کو نہیں لیا جا سکتا، چاہے وہ فضائل اعمال یا ترغیب و ترھیب میں ہی کیوں نہ ہو.

اور صحیح حدیث کو لینے اور اس پر عمل کرنے میں مسلمان شخص کے لیے ضعیف حدیث سے کفایت ہے، اور اس رات کی کوئی تخصیص ثابت نہیں اور نہ ہی اس دن کی کوئی فضیلت شریعت مطہرہ میں ملتی ہے، نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی ان کے صحابہ کرام سے.

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

احکام اور فضائل اعمال وغیرہ میں ضعیف حدیث نہ لینے میں کوئی فرق نہیں، بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ صحیح یا حسن حدیث کے علاوہ کسی چیز میں کسی کے لیے حجت نہیں.

دیکھیں: الباعث الحثیث (1 / 278).

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ " القول المنیف فی حکم العمل بالحدیث الضعیف " کا مطالعہ کریں.

اور اس کے ساتھ ساتھ سوال نمبر (44877) کے جواب کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .